تقریر

دعوتِ الیٰ اللہ کی اہمیت، عظمت اور برکات

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (حٰم السجدۃ:34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **دعوتِ الیٰ اللہ کی اہمیت، عظمت اور برکات**

سامعین! دعوتِ الی اللہ کے الفاظ گو عربی زبان کے ہیں لیکن اب اردو زبان میں بھی مستعمل ہیں۔ جس کے معانی ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف بُلانا، کسی کو اللہ کی طرف دعوت دینا۔ اِس کے لئے عربی میں تبلیغ کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جس کے معانی پیغام پہنچانے کے ہیں اور بالخصوص یہ لفظ غیروں کو پیغام پہنچانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن دعوتِ الی اللہ کے الفاظ جو، اب جماعتِ احمدیہ میں اصطلاح کے طور پر استعمال ہونے لگے ہیں بہت وسیع ہیں اور اِس اصطلاح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی الہامی کتاب قرآن کریم میں سورۃ حٰم السجدہ آیت 34 میں استعمال فرمایا ہے جس کی تلاوت مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں جس کا ترجمہ بطور یاددہانی دوبارہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

سامعین! سورۃ حٰم السجدہ کی اِس آیت میں دو تین باتیں سمجھنے والی ہیں۔ اوّل تو دعوتِ الی اللہ کے الفاظ ہیں جو تبلیغ کے لفظ سے بہت وسیع معانی اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مَیں اوپر بتا آیا ہوں کہ تبلیغ کے لفظ میں صرف غیروں تک پیغام حق پہنچانا ہے جبکہ دعوتِ الی اللہ کا سفر اپنی ذات سے شروع ہو کر اپنے عزیز و اقارب سے ہوتا ہوا غیروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے تک اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ دعوتِ الی اللہ میں اپنی ذات کو سب سے پہلے شامل کرنے کی تصدیق سورۃ حٰم السجدہ کی اِسی آیت کے الفاظ وَعَمِلَ صَالِحًا سے ہوتی ہے کہ داعی الی اللہ اِس حال میں لوگوں کو، رشتہ داروں اور غیروں کو اپنے پروردگار کی طرف بُلائے کہ وہ خود اِس پیغام پر عمل کرنے والا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کسی کو نماز میں باقاعدگی اختیار کرنے کی طرف بُلا رہے ہوں اور آپ خود اِس نیک عمل میں سُستی برتتے ہوں اور کسی وقت جس کو نمازوں کی طرف بُلایا گیا ہو وہ بُلانے والے کو یہ کہہ دے کہ تم خود تو مجھے اس اہم الٰہی حکم کی طرف راغب کرتے ہو اور خود تم اس اہم فریضہ کو ادا نہیں کرتے۔ یہی اصول جماعت احمدیہ کے پیغام کو غیر از جماعت افراد یا دیگر مذاہب کے لوگوں تک پہنچاتے وقت کارفرما رہنا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں بھی یہ سننے کو ملے کہ پہلے اپنی خبر لو۔ ویسے عمومی طور پر افرادِ جماعت تقویٰ اور اسلامی تعلیم کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوتے ہیں اور غیر اِس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ احمدی ہیں تو اچھے، اپنے قول کے پکے، رشوت نہیں لیتے، جھوٹ نہیں بولتے، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، قرآن پر غور و فکر کرتے ہیں مگر یہ احمدی نہ ہوتے تو اچھا ہوتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم خود عبادت کرنے والے ہوں، اچھے اخلاق کے مالک ہوں۔ ہمارے قول و فعل میں مطابقت ہو تا ہمارے پیغام کا اثر دوسروں پر ضرور ہو۔

سامعین! اِس آیت میں دوسری اہم بات جو آج مَیں حاضرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے اور یہ آیت بڑی شان کے ساتھ احباب و خواتینِ جماعت پر پورا اُترتی دکھائی دیتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 1400 سال سے اِس آیت کو قرآن کریم میں سنبھال کر رکھا اور اِس اُخروی زمانہ میں اِس کا اطلاق احمدیوں پر بڑی شان سے یوں فرمایا کہ اِن کو مسلمان ہونے کا اعلان کرنے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر پابندی کا سامنا کرنا پڑا مگر ہم کہاں اِس نیک اور اسلامی کام یا حکمِ الٰہی سے رکنے والے ہیں۔ ہم نے پیغامِ حق پہنچایا یہ کہتے ہوئے کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ غیر تو جب کسی کو اللہ کی طرف بُلاتے ہیں تو انہیں اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کہنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ وہ خود اپنے زُعم میں بھی مسلمان ہیں اور سرکار کے نزدیک بھی۔ ہم صرف احمدی ہیں جنہیں نہ ہمارے مخالفین مسلمان سمجھتے ہیں اور نہ سرکار کے نزدیک ہم مسلمان ہیں اِس لئے ہم میں سے ہر احمدی کو دعوتِ الی اللہ کرتے اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کا اعلان کرنا پڑتا ہے اور یہ اپنے جذبات کا اظہار ہے جس کی بناء پر بہتوں کو قید و بند کی سزاؤں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سامعین! سورۃ حٰم السجدہ کی آیت 34 میں تیسری اہم بات دعوتِ الی اللہ کی اہمیت وبرکات کے حوالے سے مومنوں کو یہ بتلائی ہے کہ اے انسان! تم روزانہ ہی کئی قسم کی پکار بناتے ہو لیکن بہترین پکار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر بنائی جائے اور صبر واستقامت کے ساتھ مسلسل بلاناغہ بنائی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اس کام کے واسطے وہ آدمی موزوں ہوں گے جو مَن یَّتَّقِ وَیَصۡبِرۡ کے مصداق ہوں۔ ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو۔ پاکدامن ہوں، فسق وفجور سے بچنے والے ہوں، معاصی سے دور رہنے والے ہوں لیکن ساتھ ہی مشکلات پر صبر کرنے والے ہوں۔ لوگوں کی دشنام دہی پر جوش میں نہ آئیں۔ ہر طرح کی تکلیف اور دکھ کو برداشت کرکے صبر کریں۔ کوئی مارے بھی تو مقابلہ نہ کریں جس سے فتنہ وفساد ہو جائے۔ دشمن جب گفتگو میں مقابلہ کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اسے جوش دلانے والے کلمات بولے جس سے فریق مخالف صبر سے باہر ہو کر اس کے ساتھ آمادہ بہ جنگ ہو جائے (یعنی لڑائی کی صورت پیدا ہو جائے)۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 318 بدر 3 اکتوبر 1908ء)

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اِس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

"اس کے بعد ان آیات میں جو وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ سے شروع ہوتی ہیں، اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اگر استقامت کے ذریعہ اپنی حفاظت کے علاوہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے تم ان کو صبر اور حکمت کے ساتھ پیغام پہنچانے میں کوتاہی نہیں کروگے تو وہ جو تمہاری جان کے پیاسے دشمن ہیں وہ ایک وقت تمہارے جاں نثار دوست بن جائیں گے۔ مگر یہ معجزہ سب سے اعلیٰ شان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پورا ہوا جو سب صبر کرنے والوں سے زیادہ صبر کرنے والے تھے اور آپؐ کو صبر سے ایک حظِّ عظیم عطا کیا گیا تھا اور واقعۃً آپؐ کی زندگی میں ہی آپؐ کی جان کے دشمن بڑی کثرت کے ساتھ آپؐ کے جاں نثار دوستوں میں تبدیل ہو گئے۔"

(قرآن کریم اردو ترجمہ، تفسیری نوٹ، سورۃ حٰم السجدۃ صفحہ 848)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"سب سے بڑھ کر یہ کہ ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا اور پھر یہ بھی انعام فرمایا کہ اس ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور عاشقِ کامل علیہ السلام کی جماعت میں بھی شامل فرمایا اور اس لحاظ سے ہم اپنے آپ کو جتنا بھی خوش قسمت سمجھیں کم ہے اور اس احسان پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ لیکن واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہم پر ایک ذمہ داری بھی ڈالتا ہے کہ جس قیمتی خزانے کو تم نے حاصل کیا ہے، جس لعل بے بہا کو تم نے پالیا ہے اس کو اپنے تک محدود نہیں رکھنا بلکہ اس خزانے کو اور ان خزائن کو جو ہزاروں سال سے مدفون تھے، ان خزانوں کو جن کو حاصل کرنے کے بعد انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے، دوسروں تک بھی پہنچائیں، انہیں بھی شیطان کے چنگل سے آزاد کروائیں اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بنائیں اور اس حدیث پر عمل کرنے والے ہوں کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ ان کو بھی اس میں حصہ دو، اس خزانے کو، اس گہر نایاب کو دبا کر ہی نہ بیٹھ جاؤ بلکہ اس کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچاؤ۔"

(خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 373)

قرآن مجید میں تبلیغ ودعوت کی اہمیت

سامعین! آئیں! اب دعوت الی اللہ کی اہمیت وعظمت کو قرآن اور احادیث کی رُو سے دیکھیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمایا:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ۔ (النحل:126)

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دعوت وتبلیغ کے بارے میں جو احکامات دیے ہیں اس کا اعلیٰ واتم واکمل نمونہ ہمارے پیارے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ملتا ہے۔ آپؐ کی زندگی کا اٹھنا بیٹھنا ہی دعوت وتبلیغ تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی سارا عرب ایمان کی دولت سے منور ہو گیا۔ آپؐ کی حیات مبارکہ ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ جس پر چل کر ہم دعوت وتبلیغ کے سلیقے سیکھ سکتے ہیں۔

حکمت ایک بہت بڑی دولت ہے، یہ لفظ اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتا ہے۔ آپؐ کی بعثت کے جہاں اور مقاصد ذکر کیے گئے ہیں ان ہی میں سے ایک تعلیمِ حکمت بھی ہے۔ (آل عمران:165)

احادیث میں جن چیزوں کو قابلِ رشک قرار دیا گیا ہے ان میں سے ایک حکمت بھی ہے۔(بخاری، حدیث نمبر 1409)

حکمت سے مراد وہ بصیرت و شعور ہے جس کے ذریعہ انسان حال کے مناسب کلام کرے اور ایسا موقع تلاش کرے کہ مخاطب کی طبع نازک پر اس کی کوئی بات گراں نہ گزرے۔یعنی نرمی کی جگہ نرمی، سختی کی جگہ سختی، اختصار کی جگہ اختصار اور طوالت کی جگہ طوالت اختیار کرے اور جہاں صراحت کے ساتھ کوئی بات کہنے میں مخاطب کو ناگوار گزرتا ہو تو وہاں اشارے اور کنایات سے گفتگو کرے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُون۔(بخاری، حدیث نمبر 127) یعنی لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق گفتگو کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اِس حوالے سے فرماتے ہیں۔

"دعوت الی اللہ کریں۔ حکمت سے کریں، ایک تسلسل سے کریں، مستقل مزاجی سے کریں، اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ، مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے چلے جائیں۔ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دلیل کے لئے ہمیشہ قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حوالے نکالیں۔ پھر ہر علم، عقل اور طبقے کے آدمی کے لئے اس کے مطابق بات کریں۔ خدا کے نام پر جب آپ نیک نیتی سے بات کر رہے ہوں گے تو اگلے کے بھی جذبات اَور ہوتے ہیں۔ نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کی گئی بات اثر کرتی ہے۔ ایک تکلیف سے ایک درد سے جب بات کی جاتی ہے تو وہ اثر کرتی ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی اصول کے تحت اپنے پیغام پہنچاتے رہے اور ہر ایک نے اپنی قوم کو یہی کہا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، نیک باتوں کی طرف بلاتا ہوں اور اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہی ہمیں قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 724-725)

سامعین! اِس آیت میں حکمت کے بعد موعظہ حسنہ کے الفاظ میں دعوتِ اِلَی اللہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ موعظہ حسنہ سے مراد یہ ہے کہ تبلیغ کرتے وقت داعی میں ہمدردی اور خیر کا عنصر غالب ہو۔ حق بات کو اچھے اور موثر انداز میں مخاطب کے سامنے پیش کیا جائے۔ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کو جب فرعون کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا تو انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ اس سے نرم بات کرو۔ چنانچہ قرآن میں آتا ہے۔ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۔(طٰہٰ:44-45) یعنی تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ۔ یقیناً اس نے سرکشی کی ہے۔ پس اس سے نرم بات کہو۔ ہو سکتا ہے وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔

سامعین! دعوتِ اِلَی اللہ کی اہمیت اور اِس اہم کام کے کرنے والوں کے مقام و مرتبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے کہ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔(آل عمران:105)

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

پھر فرمایا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ(آل عمران:111)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بخدا تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا، تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب الفضائل الصحابہ باب فضائل علی بن طالب)

پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ

"جو شخص کسی ہدایت کی طرف بلائے اس شخص کو تمام ان لوگوں کے برابر ثواب ہو گا جو اس کی پیروی کریں گے۔"(مسلم)

سامعین! ایک یہودی لڑکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا لیکن جب وہ بیمار پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھنے کے بعد فرمایا: اے بیٹے! اسلام قبول کر لے۔ اس لڑکے نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے والد کو دیکھا، والد نے کہا: بیٹا ابو القاسم کی بات مان لے۔ چنانچہ اُس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہونے کے لیے اٹھے تو زبان مبارک پر یہ فقرہ تھا: تعریف ہے اس خدا کی جس نے اس کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔

(بخاری، حدیث نمبر 1356)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہم اپنی طرف سے بات پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا۔ اسی واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے۔ تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 590)

پھر فرماتے ہیں:

”عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں ایک بڑا حصّہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو کہ تعصّب اور تکبّر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں۔ جو کچھ یہ مولوی کہہ دیتے ہیں۔ اُسے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر مان لیتے ہیں۔ ہماری طرف کی باتوں اور دعووں اور دلیلوں سے محض نا آشنا ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 551)

ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 391)

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاء جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں اشاعت اسلام کا بے پناہ جذبہ تھا۔ آپ نے 9 ستمبر 1901ء کو ایک اشتہار بعنوان ”اشتہار مفید الاخیار“ شائع کیا اور ایک سو مبلغین کی تحریک فرمائی جو نشانات اور دلائل کے ساتھ مخالفین کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کے لئے حضور نے اپنی کتابوں کے مطالعہ کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”ہماری اس جماعت میں کم سے کم سو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعویٰ کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے اور ان کے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے اور خدا تعالیٰ کی حجت جو ان پر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اس کو سمجھا سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے اور دین اسلام کی حقّیت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے۔ پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اور اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دی جائے کہ وہ 24 دسمبر 1901ء تک کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے طیار ہو جائیں اور دسمبر آئندہ کی تعطیلوں پر قادیان میں پہنچ کر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دے۔ اس جگہ اسی غرض کے لئے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہو گا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے۔ ان سوالات میں وہ جماعت جو پاس نکلے گی ان کو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائے گا اور وہ اس لائق ہوں گے کہ ان میں سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات میں بھیجے جائیں اور اسی طرح سال بسال یہ مجمع انشاء اللہ تعالیٰ اسی غرض سے قادیان میں ہوتا رہے گا جب تک کہ ایسے مباحثین کی ایک کثیر العدد جماعت طیار ہو جائے، مناسب ہے کہ ہمارے احباب جو زیرک اور عقلمند ہیں اس امتحان کے لئے کوشش کریں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 522)

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بوجوہ اس تحریک پر عمل نہ ہو سکا اور نہ ہی کوئی واعظ مقرر ہو سکا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے اپنی پہلی تقریر میں ”واعظین کے بہم پہنچانے“ کو بھی بیعت خلافت کی شرائط میں شامل فرما دیا۔

(الحکم 6 جون 1908ء)

16 جولائی 1908ء کو قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مذکورہ بالا اشتہار مفید الاخیار کے حوالے سے جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا امتحان دینے اور مبلغین و واعظین کے تیار ہونے کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ حضرت اقدس کے مذکورہ اشتہار کی اشاعت کی جائے اور جو لوگ اخبار نہیں پڑھتے ان کو دوسرے لوگ یہ اشتہار سنا دیں۔

(الحکم 18 جولائی 1908ء)

اگست 1909ء میں حضور نے اپنے ایک پیغام میں فرمایا:

”قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے مطلوب ہیں جن کو دنیا کی پروا بھی نہ ہو جب مقابلہ دین و دنیا کا آ کر پڑے۔ باہمت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سے وعظ کریں، عاقبت اندیش صرف اللہ پر بھروسہ کرنے والے۔ دعاؤں کے قائل اور علم پر نہ گھمنڈ کرنے والے علماء مطلوب ہیں جن کو فکر لگی ہو کہ کیا کیا جائے کہ اللہ راضی ہو جائے۔“

(الحکم 7/ اگست 1909ء صفحہ 1)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

آپؓ فرماتے ہیں۔

"تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک سخت مشکل کام ہے۔ ایک محلّ تیار کر لینا آسان ہے لیکن ایک شخص کا دل پھیر دینا آسان نہیں۔ کیونکہ بغیر مناسب تدابیر اور دلائل کے کسی شخص کا دل پھیرا نہیں جا سکتا۔"

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 125)

پھر فرمایا۔ "ہمارا کام کیا ہے؟ یہ کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہم اس تعلیم کو پہنچا دیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئی ہے اور جس کی اس زمانہ کا تمدن اور عام رَو مخالفت کر رہی ہے۔ اس تعلیم کو پہنچانے میں ہماری مخالفتیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں ہمیں تکلیفیں دی گئیں اور دی جا رہی ہیں۔ ہم سے تعلقات منقطع کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں۔ ہم سے رشتہ داریاں چھوڑی گئیں اور چھوڑی جا رہی ہیں... پس ہم کو اس کام سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ بلکہ ہمارا قدم آگے ہی آگے پڑنا چاہئے۔"

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 208)

"اس وقت ہماری جماعت نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا ذِمّہ لیا ہے..... یَدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ یعنی ان کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں اور ان کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیا جاتا ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو۔ مانے یا نہ مانے۔ اس آیت میں یہ الفاظ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہی ہو تو تب تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوشش کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا"

(خطبات محمود جلد پنجم صفحہ 20)

فرمایا۔ "تبلیغ کے متعلق بھی ہر ایک شخص کو حکم عام سمجھنا چاہئے اور اپنے ہی نفس کو اس حکم کا مخاطب جاننا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ یہ حکم مجھے ہی بجالانا ہے اور اگر تم سب کے سب اس پر عمل بھی شروع کر دو گے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر صرف ارادہ ہی کرو گے تو پھر کامیابی مُحال ہے۔ کیونکہ بہت ارادے بھول جاتے ہیں۔"

(خطبات محمود جلد 7 صفحہ 10)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ کے دوران 28 جولائی 1967ء کو ایک خط تحریر فرمایا تھا اس میں حضورؒ نے اشاعت اسلام کے تعلق میں انقلاب انگیز نکتہ نقطہ کی نشاندہی فرمائی۔ فرمایا:

"ہم غریب جماعت ہیں با تنخواہ مبلغ رکھ کر قیامت تک ہمارا کام ختم نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ہم سب مل کر تبلیغ کے جہاد کے لیے صدق دل سے کمربستہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری کوششوں کو نوازے گا۔"

(الفضل 11 اگست 1967ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

سامعین! "جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے..... فریضہ ہے اور ایسی شدّت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مُخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تُو نے رِسالت کو ہی ضائع کر دیا اگر تبلیغ نہ کی تو۔ آپ کی امت بھی جوابدہ ہے، ہم میں سے ہر ایک جوابدہ ہے پیغام رسانی لازماً ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کسی وقت انسان غافِل ہو نہیں سکتا۔ اِجازت نہیں ہے کہ غافِل رہے"

(خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ 631-632)

فرمایا:

"تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ مَیں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن تر ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 422)

پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ:

"ہر احمدی بلا استثناء مبلغ بنے۔ وہ وقت گزر گیا کہ جب چند مبلغین پر انحصار کیا جاتا تھا۔ اب تو بچوں کو بھی مبلغ بننا پڑے گا۔ بوڑھوں کو بھی داعی اِلَی اللہ بننا پڑے گا، یہاں تک کہ بستر میں لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی داعی اِلَی اللہ بننا پڑے گا اور کچھ نہیں وہ دعاؤں کے ذریعے ہی دعوت الی اللہ کے جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں"

(خطبہ جمعہ 4 مارچ 1983ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

"یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ مَیں تجھے غلبہ عطا کروں گا۔ یہ غلبہ یورپ میں بھی ہے اور ایشیا میں بھی ہے، افریقہ میں بھی ہے اور امریکہ میں بھی ان شاء اللہ ہو گا اور جزائر کے رہنے والے بھی اس فیض سے خالی نہیں ہوں گے ان شاء اللہ۔ پس آپ کا کام ہے کہ خالص اللہ کے ہو کر کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے اور اعمال صالحہ بجالاتے ہوئے اس کے پیغام کو پہنچاتے چلے جائیں تا کہ ان برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنے والے کے لئے خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہیں..... پس یہ کام تو ہونا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانا ہے۔ یہ مخالفین اور یہ مذہب سے ہنسی ٹھٹھا کے جو موقعے پیدا ہو رہے ہیں یا ہوتے ہیں یہ ہمیں اپنے کام کی طرف توجہ دلانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں کہ آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کیا ہوا ہے..... اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اللہ کی نظر میں بہترین بات کہنے والے بن کر اسلام کا حقیقی نجات کا پیغام اپنے ملک کے ہر چھوٹے بڑے تک پہنچا دو کہ یہ آج سب سے بڑی خدمتِ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 642-641)

سامعین! پھر آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فَعَّال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فُلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فُلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے"

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 172)

"ہر احمدی جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال اس لئے دُرُست رکھے کہ اس پر ہر ایک کی نظر ہے۔ اگر کسی قسم کا ایسا دینی علم نہیں بھی ہے جو اسے فعال داعی الی اللہ بنا سکے تب بھی اس کا ہر فِعل اور عَمل اور قَول دوسروں کی توجہ کھینچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر نیک اعمال ہیں تو لوگ نیکی سے متاثر ہو کر قریب آئیں گے..... دلوں کو مائل کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تبلیغ کرنا انبیاء کے ساتھ الٰہی جماعتوں کے افراد کا کام ہے"

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 174-173)

فرمایا:

"ایم ٹی اے کا تبلیغ کے میدان میں بہت بڑا کردار ہے۔ دنیا میں اس کی وجہ سے نہ صرف احمدیت کا تعارُف ہو رہا ہے بلکہ اکثر ممالک کی اکثر جگہوں پر احمدیت اور اسلام کا پیغام اس کے ذریعہ سے پہنچ چکا ہے۔ اب صرف ملکوں یا چند شہروں میں پیغام پہنچا دینا ہی کافی نہیں۔ ہم نے دنیا کے ہر شہر، ہر گاؤں، ہر قصبے اور ہر گلی میں اس کا پیغام پہنچانا ہے"

(خطبات مسرور جلد ششم صفحہ 467)

تبلیغِ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دارُالعمل ہے گویا عالَم تمام اپنا

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کو دعوت کا شوق و جذبہ

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ہر میدان میں ہمارے لئے نمونہ بنے وہاں دعوتِ اِلَی اللہ میں بھی ہمارے لئے مشعلِ راہ ٹھہرے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ "مَیں نے بیعت کر لی۔ حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ ایک جوش پیدا ہوا اور تبلیغ شروع کر دی۔ اُن ایام میں میری تبلیغ کا طریق یہ تھا کہ جہاں چار پانچ آدمی اکٹھے بیٹھے دیکھتا، جاتے ہی السلام علیکم کہہ کر کہتا کہ مبارک ہو۔ لوگ متوجہ ہو کر پوچھتے کہ کیا بات ہے؟ میں کہتا کہ حضرت امام مہدی آ گئے ہیں۔ اس پر کوئی ہنسی اڑاتا۔ کوئی مخول کرتا۔ کوئی مزید تفصیل سے پوچھتا۔ غرض یہ کہ کسی نہ کسی رنگ میں بات شروع ہو جاتی اور میں تبلیغ کا موقعہ نکال لیتا۔"

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 32 روایت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

حضرت شیر محمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ "مَیں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک کنواں دودھ کا بھرا ہوا ہے اور میں نے بعض دوستوں کو کنویں میں سے بالٹیاں بھر بھر کر دودھ پلایا۔ لہٰذا وہ کنواں خشک ہو گیا۔ اس پر مَیں مولوی فتح دین صاحب کے پاس گیا اور اُن کو یہ خواب سنائی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس جاؤ یا مولوی نورالدین صاحب کے پاس جاؤ۔ اس پر مَیں قادیان میں آیا اور مولوی عبدالکریم صاحب کو یہ خواب سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ "دودھ" سے مراد علم ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو ایک حرف تک پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس علم سے مراد وہ علم ہے جو خدا سکھائے اور جو بالٹیاں بھر بھر کے پلایا ہے، اس سے یہ مراد ہے کہ کئی دوست آپ سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے متعلق فیض اُٹھائیں گے اور کنواں خشک ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو تمہیں تبلیغ کرنے سے روکتے تھے اور حضرت اقدسؑ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مہدی کہنے سے روکتے تھے، وہ ایک دن تیرے سامنے مردہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہ تینوں باتیں پوری ہو گئیں اور خان فتح میں میری اتنی مخالفت کے باوجود تمام گاؤں کا گاؤں ہی میری تبلیغ اور خدا تعالیٰ کی مدد اور حضور کی دعاؤں سے احمدی ہو گیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 09/مارچ 2012ء)

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ لاہور میں ایک غیر احمدی کا لڑکا جو ریلوے میں ملازم تھا، آریہ خیالات کا ہو گیا۔ اُس کے والدین کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی اور وہ اُس کو بیگم شاہی مسجد کے ایک مولوی کے پاس لے گئے۔ اُس نے مولوی صاحب کے سامنے جب چند آریوں کے اعتراضات پیش کئے تو وہ بہت طیش میں آ گیا اور اُس کو مارنے کے لئے دوڑا۔ جس پر وہ نوجوان اپنی پگڑی وغیرہ وہیں چھوڑ کر بھاگ پڑا۔ لوگ بھی اُس کے پیچھے بھاگے۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی احمد دین صاحب جو رفوگری کا کام کرتے تھے وہ بھی ساتھ ہو لئے اور اُس کے مکان تک ساتھ گئے۔ اصل واقعہ معلوم کرنے کے بعد احمد دین صاحب میرے پاس آیا اور مجھے اس لڑکے کے حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ اُس کو ضرور ملنا چاہئے اور اس کے خیالات کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہئے۔ چنانچہ مَیں اُن کے ہمراہ اُس لڑکے کے مکان پر گیا۔ پہلے تو وہ گفتگو ہی کرنے سے گریز کرتا تھا اور صاف کہتا تھا کہ مَیں تو آریہ ہو چکا ہوں۔ مجھ پر اب آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور اُس نے گوشت وغیرہ ترک کر کے آریہ طریق اختیار کر لیا ہوا تھا۔ اُن کی مجالس میں جاتا اور اُن کی عبادات میں شریک ہوتا تھا۔ میرے بار بار جانے اور اصرار کرنے پر وہ کسی قدر مجھ سے مانوس ہوا۔ جب وہ سیر کو جاتا تو میں بھی اُس کے ہمراہ ہو جاتا۔ بعض اوقات میں اُس کے لئے انتظار بھی کرتا کہ جب وہ سیر کو نکلے گا تو مَیں اُس کے ہمراہ ہو جاؤں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اِیسٹر کی تعطیلات آ گئیں۔ مَیں نے اُسے کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلو مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ مَیں مولویوں کے پاس جانے کو تیار نہیں ہوں۔ اس پر میں نے اُس کو بہت سمجھایا کہ قادیان میں کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں اور آپ سے کسی قسم کا برا سلوک نہ ہو گا۔ جو چاہیں اعتراضات پیش کریں اور میں ہر قسم کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ آخر بڑے اصرار کے بعد وہ آمادہ ہو گیا... (اور ہم قادیان گئے۔) وہاں جا کر ہم حضرت مولوی صاحب سے ملے۔ (یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ سے ملے۔) آپ نہایت شفقت سے پیش آئے اور (اُس لڑکے کو) فرمایا کہ آپ جو چاہیں اعتراض کریں جواب دیا جائے گا۔ مَیں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ حضور انہوں نے گوشت وغیرہ ترک کر دیا ہوا ہے اور ہندوانہ طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے اپنے گھر سے مونگی کی دال اور چند روٹیاں مہمان خانے میں اُس کے لئے بھجوا دیں۔ اس بات سے وہ بہت متأثر ہوا کہ میرے کھانے کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اُس دن ظہر کی نماز کے لئے جب مَیں گیا تو اُس کو ساتھ لے گیا۔ نماز کے بعد حضور مسجد مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ اُن دنوں حضور (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آریوں کے متعلق کوئی تصنیف فرما رہے تھے۔ چنانچہ اُس وقت حضرت صاحب نے آریہ لوگوں کے اعتراضات کا ذکر مجلس میں کر کے اُن کے جوابات دیئے۔ اس کا اُس (لڑکے) پر بہت اثر ہوا۔ اور اس کے بہت سے اعتراضات خود بخود دور ہو گئے اور اسلام سے بھی ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ عصر کی نماز کے بعد مَیں اُس کو حضرت مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ) کے درس القرآن پر لے گیا۔ جو مسجد اقصیٰ میں ہوتا تھا۔ اُس کے بعد ہم دونوں مولوی صاحب کی خدمت میں گئے اور مَیں نے عرض کی کہ حضور! انہیں کچھ سمجھائیں، مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان کو جو اعتراض ہے وہ کریں۔ اس پر اُس نے گوشت خوری کے متعلق دریافت کیا جس کا جواب مولوی صاحب نے نہایت عمدہ طریق پر اُسے دیا اور اُس کی اس سے تسلی ہو گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد پھر ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں مسجد مبارک میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام شہ نشین پر بیٹھ کر گفتگو فرماتے رہے۔ لوگ عموماً مولوی عبدالکریم صاحب کی معرفت سوال و جواب کرتے تھے۔ چنانچہ یہ لڑکا گفتگو سنتا رہا۔ اس کے بعد اُس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ دوسرے دن نماز ظہر کے وقت اُس نے وضو کیا اور جا کر نماز ادا کی۔ اُس دن پھر مولوی صاحب کا درس سنا اور تیسرے دن اس آریہ لڑکے نے حضور علیہ السلام کی بیعت کر لی اور پھر اسلام میں داخل ہوا اور اب اسے اسلام کے ساتھ ایسا اُنس پیدا ہوا ہے کہ وہ آریہ سماج کی مجلسوں میں جا کر اسلام کی خوبیاں بیان کرتا اور آریوں کے اعتراضات کا جواب دیتا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 30 تا 32۔ روایت حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ)

سامعین و حاضرین! بس اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم سب ایسے اعلیٰ رنگ میں دعوتِ اِلَی اللہ کے فرائض ادا کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ جلد از جلد پورے ہوتے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی مُتَفَرِّق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحِد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اَخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں قرآنی تعلیمات کے مطابق ایک کامیاب داعی الی اللہ بننے کی توفیق دے تا حضرت مصلح موعودؓ کے درجِ ذیل ارشاد کے مطابق ہماری طرف سے جماعتِ احمدیہ کے روحانی پانی میں ڈالا گیا ایک قطرہ اضافہ کا مؤجب ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین!

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”ایک انگریز نے ایک رسالہ لکھا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جماعت تو اسلامی سمندر میں ایک کیڑے کے برابر ہے۔ واقعہ میں اس کی یہ بات صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم ایک قطرے کی طرح ہیں مگر بعض وقت ایک قطرہ اپنا اثر تمام پانی پر ڈال دیتا ہے۔ مثلاً سنکھیا ہی ہے کتنی تھوڑی سی چیز ہے مگر اس کا تھوڑا سا کھا لینا بھی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے اور کثرت سے اس قسم کی زہریلی دوائیں ہیں کہ تنکے کے اوپر جس قدر حصہ آتا ہے۔ وہی کھاتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کھایا جائے تو بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ پھر ایک دیا سلائی کتنی چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر تمام جنگل کو جلا دیتی ہے اور شہروں کو خاک و سیاہ کر سکتی ہے۔ پھر ہمارے لئے تو خدا تعالیٰ کی پیش گوئیاں اور بڑے بڑے وعدے بھی ہیں۔“ (خطبات محمود جلد 5 صفحہ 21)

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

۞۞۞۞